سوال

(163)فخذین پرمابین السجدتین ہاتھ کس شکل سے رکھنے چاہئیں ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

فخذین پرمابین السجدتین ہاتھ کس شکل سے رکھنے چاہئیں ۔ آیا خمسین وغیرہ کی گرہ لگاکر ؟ یاسادے طورپرکماھما ؟ اس کی دلیل مع حوالہ درکارہے ؟ حافظ عبدالخالق جےپور ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

میرے نزدیک راجح بلکہ حق وصواب یہ ہے کہ مابین السجدتین جلسہ میں دونوں ہاتھوں کوفخذین پرپھلاکربغیرقبض اصابع کے رکھنا چاہیے ۔ مولوی عبدالوہاب صاحب مرحوم صدری وغیرہ جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں ۔ میرے نزدیک اس کے قابل احتجاج ہونے میں تامل ہے ۔ نمازمیں اصل ارسال اوربسط ید ہے کمافی خارج الصلاة ۔ اس اصل کے خلاف کےلیے یعنی وضع وأخذفی حالة القیام ، اورقبض اصابع وعقدفی حالة القعودوالجلوس کےلیے دلیل صحیح قوی کی ضرورت ہے ۔ اوریہ صورت مسوٴلہ میں مفقودومعدوم ہے ۔ بہرحال قائلین قبض اصابع وعقدکی دلیل یہ حدیث : ’’حدثنا عبداللہ –یعنی : ابن احمدبن حنبل– حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ : "رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ كَبَّرَ، يَعْنِي اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ كَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ رَكَعَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ قَالَ : سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَسَجَدَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ ذِرَاعَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ أَشَارَ بِسَبَّابَتِهِ، وَوَضَعَ [ص : 151] الْإِبْهَامَ عَلَى الْوُسْطَى، وَقَبَضَ سَائِرَ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ سَجَدَ، فَكَانَتْ يَدَاهُ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ ،،(مسنداحمد 4/317).

یہ حدیث قائلین قبض فیما بین السجدتین کےلیے دلیل صریح ہے اورصرف اسی ایک حدیث پران کا اعتماد ہے ، لیکن یہ حدیث دووجہوں سے ناقابل استنادواحتجاج ہے :

(1) اس حدیث کادارومدارصرف عاصم ین کلیب ہیں اوروہ اس ذکرزیادة میں متفرد ہیں اوران کی روایت بحالت تفرد قابل احتجاج نہیں ہوتی ۔ حافظ مقدمہ فتح الباری ،، (ص : 457)میں لکھتے ہیں : قال ابن المدینی : لایحتج بما تفرد بہ ،، وکذاذکرہ الذہبی فی ’’میزان الاعتدال ،، (3/356)،وقال ابن عبدالبرفی ’’التمہید ،، : ’’ہولیس ممن یحتج إذاانفرد بہ ،، پس اس وجہ سے یہ روایت یعنی : خاص یہ زیادت جس کا مدارعاصم بن کلیب ہیں قابل اعتبارولائق احتجاج نہیں ۔

(2) اس حدیث کے متن میں اضطراب واختلاف ہے جوحدیث کوصحت کے درجہ سے گرادیتا ہے تفصیل پڑھیے ۔ مسنداحمد میں عاصم بن کلیب کے چارشارگرد ہیں ۔ جوان کی حدیث میں قبض واشارہ کوفی الجملہ ذکرکرتے ہیں ۔ سفیان ، عبدالواحد ، زائدہ ، شعبہ ، شعبہ اپنی روایت میں تحلیق وعقدواشارہ کوجلسہ تشہد کے ساتھ مقید کرتے ہیں جوصاف سفیان کی روایت کے مخالف ہے ۔ الالفاظ یہ ہیں : ’’وخرفی رکوعہ وخرفی سجودہ ، فلما قعد یتشہدوضع فخذہ الیمنی علی الیسری ، ووضع یدہ الیمنی ، وأشارباصبعہ السبابہ وحلق بالوسطی ،،(مسنداحمد

4/319) عبدالواحد اور زائدہ مطلق بیان کرتے ہیں یعنی : نہ جلسہ ما بین السجدتین کے ساتھ مقید کرتے ہیں نہ جلسہ تشہد کے ساتھ ، لیکن صحاح ستہ میں عام صحابہ کی حدیثیں اور خود وائل کی حدیث مروی از شعبۃ قرینہ ہیں اس بات کا کہ عبدالواحد اور زائدہ کی حدیثوں میں جلسہ تشہد کی کیفیت مذکورہ ہے نہ جلسہ ما بین السجدتین کی ۔

عبدالواحد کے الفاظ یہ ہیں : ''فَلَمَّا سجَدَ وَضَعَ يَدَه مِنْ وَجهِه ، بِذَالِكَ الْمَوْضِعِ فَلَمَّا قَعَدَ افْتَرَشَ رِجلَهُ الْيُسرَى ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسرَى ، وَوَضَعَ حَدَّ مِرْفَقِهِ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى ، وَعَقَدَ ثَلَاثِينَ وَحَلَّقَ وَاحِدَةً ، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَة،، (مسند احمد 4/316) اور زائدہ کے الفاظ حسب ذیل ہیں : ''ثُمَّ سَجَدَ ، فَجَعَلَ كَفَّيْهِ بِحِذَاءِ أُذُنَيْهِ ، ثُمَّ قَعَدَ فَافْتَرَشَ رِجلَهُ الْيُسرَى ، فَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسرَى عَلَى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسرَى ، وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى ، ثُمَّ قَبَضَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَحَلَّقَ حَلْقَةً ، ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ ، فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا " ، ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذَلِكَ فِي زَمَانٍ فِيهِ بَرْدٌ (مسند احمد 4/318) الحدیث .

<u>رہ گئی سفیان کی حدیث سو واضح ہو کہ اس میں بھی اختلاف ہے ۔ سفیان کے دو شاگرد ہیں : (1) عبدالرزاق (2) عبداللہ بن الولید۔</u>

یہ دونوں شاگرد سفیان سے اس زیادۃ کو ذکر کرتے ہیں متفق نہیں ہیں ۔ یعنی : صرف عبدالرزاق ذکر کرتے ہیں ۔ اور عبداللہ بن الولید اس عقد واشارہ کو کسی خاص جلسہ کے ساتھ مقید نہیں کرتے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں :

''فلما جلس حلق بالوسطى والإبهام وأشار بالسبابة ، ووضع يده اليمنى على فخذه اليمنى ، ووضع يده اليسرى على فخذه اليسرى ،، (السنن الكبرى 133/2) .

معلوم ہوا کہ عبداللہ بن الولید عن سفیان کے الفاظ بھی بشر بن المفضل وعبدالواحد وزائد وغیرہم عن عاصم بن کلیب کے الفاظ کے کی طرح مجمل ہیں ، پس ایسی حالت میں عبدالرزاق عن سفیان عاصم بن کلیب کی یہ روایت کیوں کر قابل احتجاج ہو سکتی ہے ؟

ونیز سنن کبریٰ ، بیہقی کی روایات ''يوحد بها ربه ، يشير بها إلى التوحيد ،، (موطا امام مالک بروایۃ محمد بن الحسن الشیبانی ص : 67) کی روشنی میں سبابہ کے ذریعہ اشارہ کرنے سے مقصود توحید الہی کی طرف اشارہ کرنا معلوم ہوتا ہے ، اسی بنا پر اکثر فقہاء یہ کہتے ہیں کہ تشہد میں جب لا الہ الا اللہ پر پہنچے تو سبابہ سے اشارہ کرے تاکہ قول وفعل دونوں سے توحید کا اقرار ہو جائے ۔

اس صورت حال کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اشارہ کو تشہد والے قعدہ کے ساتھ مخصوص مانا جائے ۔ ہذا ماعندی واللہ اعلم – (محدث دہلی ج : 2 ش : 2 جمادی الآخر 1366ھ مئی 1947ء)

تورک آں حضرت ﷺ سے فعلا صرف دو قعدہ والی نماز میں اور وہ بھی آخری قعدہ میں ثابت ہے ۔ دو رکعت والی نماز کے قعدہ میں تورک کرنے کے بارے میں کوئی صریح روایت نظر سے نہیں گزری پس دو رکعت والی نماز کے قعدہ میں اختیار ہے کہ تورک کیا جائے یا افتراش پر عمل کیا جائے دونوں جائز ہے ۔ واللہ اعلم ۔ املاہ : عبیداللہ الرحمانی المبارکفوری (محدث بنارس ۔ شیخ الحدیث نمبر ۔ فروری 1997ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

<u>فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری</u>

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 255